اقوال زریں

حضرت سلیمانؑ

☐ بہترین خیرات تعلیم ہے☐ عمدہ تحفہ سب سے اچھا زیور ہے☐ عقل مند علم دوست اور کم گو ہوتا ہے اور احمق بھی جب تک خاموش رہتا ہے عقلمند شمار ہوتا ہے☐ علم اور خوف خدا سے عزت ملتی ہے☐ وہ شخص جو اپنے گناہوں کو چھپاتا ہے کامیاب نہ ہوگا مگر جو گناہوں کا اقرار کرکے اسے چھوڑ کر توبہ کرتا ہے اس پر رحمت ہوگی☐ کسی شخص کا تعلیم یافتہ ہونا اس کی بہترین ملیت ہے☐ جنگڑے کو تیز ہو جانے سے پہلے اسے چھوڑ دو☐ تیرے ماں باپ نے جو قدیم حدود باندھی ہیں ان کو مت سرکاؤ☐ جھٹے بول غصے کو رفع کرتے ہیں۔

”آپریشن الاقصیٰ“ کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

ڈاکٹر محمد ضیاء اللہ

ارض مقدس فلسطین جس کو سرزمین انبیاء کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے اور جہاں وہ مسجد اقصیٰ واقع ہے جس کو مسلمانوں کا قبلۂ اولیٰ ہونے کا شرف اور معراج کے موقع پر تمام انبیاء کا آخری نبی کے پیچھے نماز ادا کرنے کے لئے مصلیٰ ہونے کا امتیاز حاصل ہے وہ سرزمین گزشتہ 8 دہائیوں سے ایک ایسی قید مں مبتلا ہے جو خدا کے پیغام سے واضح روگردانی اور انبیاء کے ساتھ بدسلوکی بلکہ ان کے قتل کے جرائم میں ملوث ہونے کی بنا پر مغضوب اور اندنہ درگاہ قرار پاچکی ہے۔ اسی مغضوب قوم سے اس ارض مقدس کو آزاد کرانے کی خاطر وہاں کی مزاحمت پسند تنظیمیں سرگرم عمل ہیں لیکن ان کا پختہ عقیدہ ہے کہ فتح و کامرانی آخرکار ان کے حصہ میں آ گی۔ ان مزاحمت کاروں میں سب سے ممتاز جماعت کا نام 'اسلامی تحریک مقاومت' ہے جس کو 'خفف طور پر' حماس' کہا جاتا ہے لیکن یہ فلسطین کی بلکوتی جماعت نہیں ہے جو فلسطین کی آزادی کے لئے اپنی قربانیاں پیش کر رہی ہے۔ اس کے علاوہ بھی کئی جماعتیں مثلاً 'حرکۃ الجہاد الاسلامی' وغیرہ ہیں جو اس مقصد میں شامل اور باہم متحد ہو کر اپنی آزادی کے لئے کوشاں ہیں۔ 7 اکتوبر 2023 کو اسرائیل کے خلاف جو 'آپریشن الاقصیٰ' انجام دیا گیا تھا اور جس کے نتیجے میں آج تک اہل فلسطین بالخصوص اہالیان غزہ درج صیہونی بربریت کے نشانہ پر ہیں اس آپریشن میں 'حماس' کی سمع تک القسام اور 'حرکۃ الجہاد الاسلامی' نے بنیادی طور پر حصہ لیا تھا۔ حماس کی مسلح جماعت کا یہ اقدام درست تھا یا نادست اس پر آج تک بحث جاری ہے۔ خود فلسطین کے اندر موجود فتح' یا 'پی ایل او' جیسی جماعتوں کا ماننا ہے کہ حماس کا یہ آپریشن درست نہیں تھا کیونکہ اس کے نتائج کو پیش نظر نہیں رکھا گیا اور یہی وجہ ہے کہ اب تک 37 ہزار سے زائد فلسطینی شہید ہو چکے ہیں اور 80 ہزار سے زیادہ لوگ زخمی ہوں جن کے علاج کے لئے نہ اسپتال مہیا ہیں اور نہ دوائیں۔ یہاں تک کہ جو مرہم کی امداد ہر اسرائیل نے روک لا رکھی ہے جس کے نتیجے میں اہل فلسطین بھوک و پیاس اور بے نقص تغذیہ کی وجہ سے بھی فوت ہو رہے ہیں۔ ویسے بھی شہداء اور زخمیوں میں زیادہ بڑی تعداد بچوں اور خواتین کی ہی ہے۔ 'آپریشن الاقصیٰ' کے نتیجہ میں چونکہ فلسطینیوں کو اتنی بھاری قیمت چکانی پڑ رہی ہے اس لئے فتح' اور اس کی ہمنوا تنظیمیں 'حماس' اور 'الجہاد الاسلامی' کے ذریعہ 7 اکتوبر کو اسرائیل کے خلاف کئے گئے 'آپریشن الاقصیٰ' کو غیر مناسب اور غیر ضروری قرار دیتے ہیں۔ شاید مسلم دنیا میں بھی مسلمان عوام وخواص میں ایسا ایک طبقہ موجود ہوگا جو اس 'آپریشن' کو غیر ضروری قرار دیتے ہوئے اس کی حمایت نہ کرتے ہوں، لیکن کیا ایسا سوچنا حقیقت حال کے مطابق ہے؟ کیا 'حماس' اور 'القسام' کی قیادت کو اس کا اندازہ نہیں تھا کہ اسرائیل کا ردعمل بہت بھیانک ہوگا اور اس کی بڑی قیمت چکانی پڑ سکتی ہے؟ انہیں یقیناً اس بات کا پورا پورا اندازہ تھا۔ تو اب سوال یہ اٹھتا ہے کہ انہوں نے جان بوجھ کر ایسا قدم کیوں اٹھایا جس کے بھیانک انجام سے وہ واقف تھے؟ اس کا جواب معلوم کرنے کے لئے ایک عام قاری کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ اس 'آپریشن' سے قبل اہل فلسطین کس قسم کی زندگی گزار رہے تھے یا مسئلہ فلسطین کی کیا حیثیت رہ گئی تھی اس کو سمجھ رہے۔ اسرائیل کا رویہ اتنے برسوں میں اہل فلسطین کے ساتھ کیسا تھا؟ خود فلسطین کی وہ جماعتیں جو آج 'حماس' اور 'الجہاد الاسلامی' کو ملعن طعن کر رہی ہیں کیا ان کی پالیسیاں فلسطین کے حق میں مفید ثابت ہوئی ہیں؟ جو شخص مسئلہ فلسطین کے ان تمام پہلوؤں سے واقف ہوگا وہ یہی جانتا ہوگا کہ اسرائیل کا رویہ پوری مدت میں صرف غرور و بٹ دھرمی کا رہا ہے اور اس کی تمام تر توجہات مسئلہ فلسطین کو جڑ سے ختم کر دینے پر مرکوز رہی ہیں۔ 'آپریشن الاقصیٰ' کے ذریعہ فلسطینی مزاحمت کاروں نے جو مقاصد حاصل کئے ہیں ان میں یہ دو باتیں پائی جاتی ہیں کہ ایک طرف تو انہوں نے صیہونی غرور کو توڑا ہے اور دوسری طرف مسئلہ فلسطین کو از سر نو زندہ کر کے اسے عالمی نقشہ پر پوری قوت کے ساتھ ڈال دیا ہے۔ 'آپریشن الاقصیٰ' نے یہ ثابت کیا ہے کہ اسرائیل جن وسائل پر اپنی اسلامی کے لئے انحصار کرتا تھا اور ان پر وہ ناز بھی تھا ان وسائل کی اتنی حیثیت نہیں ہے کہ نابا جائز صیہونی ریاست کو امن وسلامتی میسا کرا سکے۔ ابھی وسائل وفاع وگہرائی کی بدولت اسرائیل مسلسل فلسطینی زمینوں پر قابض ہوتا رہا تھا اور ان پر ناجائز یہودی بستیاں بنا کر اہل فلسطین کو ان کی زمینوں سے محروم کرتا رہا تھا۔ لیکن فلسطینی مزاحمت کاروں نے اس بات کا ثبوت پیش کر دیا کہ صیہونیوں کے لئے ہمیشہ یہ راستہ اتنا سہل نہیں ہوگا اور جب تک مسلح جماعتیں اپنی زمین وتاریخ کی حفاظت کے لئے کمربستہ رہیں گی تب تک اسرائیل کے مقاصد پورے نہیں ہو سکتے۔ اگر گزشتہ دہائیوں کی اسرائیلی حرکتوں کا جائزہ لیا جائے تو سوائے اس کے کوئی دوسرا پہلو سامنے نہیں آتا کہ اسرائیل نہایت مغرور ہو چکا تھا اور اس کے غرور کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ اسرائیل کے ناجائز قبضہ کے خلاف جہاد ونضال کے لئے کوئی جماعت نہ کھڑی ہو پائے۔ تمام قسم کے آلات وحرب وضرب سے لیس صیہونی ریاست کے دل میں یہ خوف ہر وقت جنگی لیتا رہتا تھا کہ کہیں کوئی ایسی طاقت جنم نہ لے جو اس کی قوت سے بے خوف ہو کر اس کے وجود کو چیلنج کرنے کے لئے سامنے آ جائے۔ اسرائیل کا یہ خوف ہی اس کی سب سے بڑی کمزوری رہا ہے۔ اسی لئے جب 7 اکتوبر کا 'آپریشن' عمل میں آیا تو اسرائیل کا پورا وجود لرز اٹھا کیونکہ اس آپریشن نے صیہونی سلامتی کی دیوار میں اتنا بڑا سوراخ پیدا کر دیا کہ وہاں سے اس کی سے یہ سلامتی کے سارے راستے کھل جاتے ہیں۔ اسرائیل کے اس غرور کی گرچہ بہت بڑی قیمت اہل فلسطین نے چکائی ہے اور اب تک چکا رہے ہیں لیکن اسرائیل انہیں اس بات پر مجبور کرنے میں بھی کامیاب ہو گیا ہے کہ اسرائیل کو اس کے غرور کی چھت سے نیچے اتارنے کی کوشش کرے گا تو خود اس کا جرم پوری دنیا کے سامنے آشکارہ ہو جائے گا اور اسی لئے وہ اسرائیل کے بجائے مزاحمتی تحریکوں کو مورد الزام ٹھہرا رہا ہے تاکہ دنیا کی توجہ اس کے داغ دار کردار پر نہ پڑے۔ 'آپریشن الاقصیٰ' کے عاملہ کے واقعات سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اسرائیل غرور کی حد سے جنگ کی مدت طویل ہو رہی ہے اور امن وسلامتی کا راستہ مسدود نظر آتا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی فلسطینیوں کا ایک بڑا طبقہ اس بات کا قائل بھی ہوا ہے کہ اگر وہ اپنے قبضہ کو زندہ رکھنا چاہتے ہیں تو مزاحمت ہی ان کے لئے آخری راستہ ہے۔ 'آپریشن الاقصیٰ' کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اس کی وجہ سے یہ بات مسلم ہو گئی کہ جب تک فلسطینیوں کو امن کی اپنی آراء دیا سے نہیں مل جاتی تب تک اسرائیل کے لئے بھی ایک فطری ریاست کے طور پر اس طرح باقی رہنا بھی ممکن نہیں ہوگا کہ اس کو امن وسلامتی کا مرند نصیب ہو اور وہ اس خطہ میں ضم ہو کر رہ سکے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اسرائیل اپنے غرور سے باز آئے، قضیہ فلسطین کو ختم کرنے کے بجائے فلسطینیوں کو ان کے جائز حقوق سے لطف اندوز ہونے کی راہ ہموار کرے اور ایک ذمہ دار ریاست کے طور پر عالمی قوانین کی پاسداری کرے اور ان پر عمل کر کے یہ ثابت کرے کہ وہ عدل پر مبنی عالمی نظام کے قیام میں اپنا کردار ادا کرنے میں سنجیدہ ہے۔ اگر ایسا نہیں کیا گیا تو یہ جنگ آخری جنگ نہیں ہوگی۔ اسرائیل کے غرور کے لئے ایک نئی تحریک مقاومت پیدا ہوگی جو اپنے حق کی بازیابی تک خاموش نہیں بیٹھے گی۔

> مغرب کو معلوم ہے کہ اگر وہ اسرائیل کو اس کے غرور کی چھت سے نیچے اتارنے کی کوشش کرے گا تو خود اس کا جرم پوری دنیا کے سامنے آشکارہ ہو جائے گا اور اسی لئے وہ اسرائیل کے بجائے مزاحمتی تحریکوں کو مورد الزام ٹھہرا تا ہے تاکہ دنیا کی توجہ اس کے داغ دار کردار پر نہ پڑے۔

مضمون نگار سینئر فار انڈیا ویسٹ ایشیا ڈائیلاگ کے وزیٹنگ فیلو ہیں

منظر نامہ

2024 کے لوک سبھا انتخابات اور مسلمان

شاہد زبیری

18 ویں لوک سبھا کے 2024 کے انتخابات کے نتائج سے نہ زیادہ جس پارٹی کے امیدوں پر پانی پھیرا ہے وہ بی جے پی ہے۔ 10 سال سے بلاشرکت غیرے ملک پر حکمرانی کرنے والی بی جے پی میں اسے لے کر پیچھے سے اوپر تک سرپھٹول جاری ہے۔ گفت کے اسباب کے الگ الگ جائزوں میں الگ الگ وجوہات سامنے آرہی ہے ایک بات ان سب جائزوں میں قدر مشترک کے طور پر جو ابھر کر آرہی ہے وہ یہ کہ مسلم ووٹ یکمشت طور پر بی جے پی کے خلاف پارٹیوں کے کھاتے میں چلا گیا سی ڈی اس کے سروے میں بھی یہ بات سامنے آئی کہ پورے ملک میں 65 فیصد سے زائد مسلمانوں نے بی جے کے خلاف ووٹ دیا ہے جبکہ یوپی کی تصویر اور چونکا دینے والی ہے یوپی کے مسلمانوں کا 92 فیصد ووٹ بی جے پی کے خلاف گیا ہے اور انڈیا الائنس خاص طور پر سماجوادی پارٹی کے حق میں گیا ہے۔ بی جے پی کو سیٹوں کے لحاظ سے سب زیادہ نقصان بھی یوپی میں ہوا ہے۔ یوپی کی لنگاٹھی میں بی جے پی کی اراکین کی ٹمپاؤ بیوری ہے۔ سنگھ بی جے پی کے ٹھک خواروں میں سنگھ بی جے پی کی مسلم فرنٹل آرگنائزیشن میں مسلم راشٹریہ منچ ہو یا مسلم اپریسکھیک مورچہ یا بنکر مورچہ اور جماعت علماء وغیرہ وغیرہ یا وقف بورڈ اور مدرسہ بورڈ اور ان کے چیئرمین بیچارے کوئی بھی پھلی پھوٹی نہیں پائے اور مسلم ووٹوں کو بی جے پی کھاتہ میں ڈلوانا تو دور وہ اندھر اندھر ان کو تقسیم کرانے میں بھی کامیاب نہیں ہو پا ئے اس کا افسوس ٹوٹی ایس پی سپرہ وما یاوتی کو بھی ہے کہ بی ایس پی نے اتنے مسلمانوں کو ٹکٹ دیئے بیچارے اپنی ضمانت تک نہیں بچا پائے اور مسلم ووٹ نہیں لے پائے اور بی جے پی پلس بی ایس پی پلان ناکام ہو گیا۔

سنگھ اور بی جے پی کے ہر چھوٹے بڑے لیڈر کو یہی دکھ ہے کہ 400 پار کے لئے اور کو چھوتا تو دور بی جے پی کو سرکار بنانے کیلئے جتنی سیٹیں درکار تھیں وہ بھی ہاتھ نہیں لگی اور 240 پر سوئی اٹک گئی جبکہ کانگریس کی سیٹیں دوگنی ہو گئیں اور سماجوادی پارٹی نے تو یوپی میں بی جے پی کو ایسا دھوبی پاٹ مارا کہ بی جے پی کو دن میں تارے نظر آ گئے۔ یوپی میں گزشتہ انتخابات کے مقابلہ بی جے پی کی سیٹیں گھٹ کر آدھی رہ گئیں۔ یوپی کے نتائج میں سنگھ پر اور بی جے کے چنتھ موہن بھاگوت نے وزیر اعظم مودی کو اپنے چند نصائح سے نوازا تھا اور مریادا کا پاٹھ پڑھایا تھا۔ بی جے پی اور سنگھ پریوار کے تھمک تھک ماننے والے جانے والے سنگھ کے ترجمان انگریزی میگزین آرگنائزر کے سابق ایڈیٹر بلمبر بیج کے نزدیک تو مسلمانوں کے بی جے پی کے خلاف 'ووٹ جہاد' کی وجہ سے بی جے پی اپنے بل بوتے اکثریت پانے سے چوک گئی۔ ہندی روزنامہ جاگرن کے 20 جون کے شمارہ میں اپنے اداریٔ مضمون میں وہ لکھتے ہیں کہ انتخابات کے دوران کانگریس کے سینئر لیڈر سلمان خورشید کی بیٹھک نے ایک عوامی اپیل سے بی جے پی کو ہرانے کیلئے ووٹ جہاد کی اپیل مسلمانوں سے کی تھی۔ ان کے بقول جن صوبوں میں بی جے پی نے 'ووٹ جہاد' کی وجہ سے شکست کھائی ہے وہ یہ صوبے ہیں جہاں آزادی سے پہلے پاکستان کیلئے سب سے زیادہ تحریکیں اٹھی تھیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اس وقت سنگھ لیگ کی حمایت کا مطلب ہی پاکستان کی حمایت کرنے جیسا تھا ان صوبوں میں بنگال، یوپی، بہار، ہامیہ (مہاراشٹر) وغیرہ صوبوں کے 80 سے 100 فیصد مسلمانوں نے سنگھ لیگ کا ساتھ دیا تھا۔ اگر بلمبر بیج کی بات مانیں کہ سنگھ لیگ کی حمایت اس وقت کرنا یا پاکستان کی حمایت کرنا تھا تو کوئی پوچھے جن سنگھ کے بانی شیاما پرساد مکھرجی بنگال کی ہندو مہاسبھا اور سنگھ لیگ کی سرکار میں وزیر کیوں تھے؟ یا ہندو مہاسبھا اور شیاما پرشاد مکھرجی بھی پاکستان کے حامی تھے؟ یہی نہیں صوبہ سندھ میں بھی ہندو مہاسبھا اور مسلم لیگ کی سرکار میں تھیں۔

> غیر بی جے پی پارٹیاں بھی بی جے پی کے گڑھے گئے بیانیہ کے دباؤ میں آکر مسلمانوں کا نام لیتے ہوئے ڈرتی ہیں اور مسلمانوں کا نام لیتے ہوئے ان کے لیڈروں کی زبانوں پر بھی آبلے پڑجاتے ہیں لیکن 2024 کے لوک سبھا انتخابات میں ان کی ریڑھ کی ہڈی مسلم ووٹوں کی وجہ سے مضبوط ہوئی ہے جبکہ پوری انتخابی مہم میں مسلمانوں کے مسائل کا ان پارٹیوں نے ذکر کرنا بھی گوارا نہیں کیا۔ یہی رویہ ان کی تقسیم میں دکھائی دیا۔ سماجوادی پارٹی جو کل جنگ ایم وائی کے فارمولہ پر انتخاب لڑتی رہی اس مرتبہ اس کے PDA فارمولہ کے تحت ٹکٹ بھی پسماندہ ہندو بریلویوں کے کھاتے میں گئے مسلمانوں کے حصہ میں کم آئے جبکہ کانگریس بھی بیزار کار مسلم ووٹوں کا رہا جیسا کہ سی ڈی ایس کے جائزے میں سامنے آیا ہے۔ بی جے پی حلقوں کی طرف مسلم ووٹوں کے بی جے پی مخالف ہونے کا تو صاف طور شکوہ بھی کیا جارہے اور اتر ناگل بھی جنتا کے بی جے پی کے خلاف ووٹ دینا جس کی وجہ سے مسلمانوں نے بی جے پی کو ہرانے کیلئے ووٹ دیا ہے۔ بلمبر بیج پی ان جیسے بڑے چھوٹے لیڈر کی زبان پر مسلمانوں سے یہ شکوہ ہے کہ مودی سرکار کی فلاحی اسکیموں کا فیض اٹھانے کے باوجود مسلمانوں نے بی جے پی کو ووٹ نہیں دیا۔ اپنے اورتی مضمون میں بلمبر بیج یہ تک لکھتے ہیں کہ انتخابات کے دوران کانگریس کے سینئر لیڈر سلمان خورشید کی بیٹھک نے ایک عوامی اپیج سے بی جے پی کو ہرانے کیلئے ووٹ جہاد کی اپیل مسلمانوں سے کی تھی۔ ان کے بقول جن صوبوں میں بی جے پی کو ہرانے کیلئے ووٹ جہاد کی وجہ سے یہ صوبے ہیں جہاں آزادی سے پہلے پاکستان کیلئے سب سے زیادہ تحریکیں اٹھی تھیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اس وقت سنگھ لیگ کی حمایت کا مطلب ہی پاکستان کی حمایت کرنے جیسا تھا ان صوبوں میں بنگال، یوپی، بہار، ہامیہ (مہاراشٹر) وغیرہ صوبوں کے 80 سے 100 فیصد مسلمانوں نے مسلم لیگ کا ساتھ دیا تھا۔ اگر بلمبر بیج کی بات مانیں کہ سنگھ لیگ کی حمایت اس وقت کرنا یا پاکستان کی حمایت کرنا تھا تو کوئی پوچھے جن سنگھ کے بانی شیاما پرساد مکھرجی بنگال کی ہندو مہاسبھا اور سنگھ لیگ کی سرکار میں وزیر کیوں تھے؟ یا ہندو مہاسبھا اور شیاما پرشاد مکھرجی بھی پاکستان کے حامی تھے؟ یہی نہیں صوبہ سندھ میں بھی ہندو مہاسبھا اور مسلم لیگ کی سرکار میں تھیں۔

لمحۂ فکریہ

دوسرے بی جے لیڈروں نے تو تسلیم کیا کہ ان کے امیدوار پر پانی اگر پھرا ہے تو اس کی وجہ مسلم ووٹ رہے جو بی جے پی کے خلاف بی جے پی مخالف پارٹیوں کے کھاتے میں چلے گئے، مطلانگ بی جے پی خاص طور مودی، امت شاہ اور یوگی کل تک 80-20 کا فارمولہ جب میں لے کر چلتے تھے اور صاف کہتے تھے کہ ان کو مسلمانوں کے ووٹ کی ضرورت ہی نہیں۔ غیر بی جے پی پارٹیاں بھی بی جے پی کے گڑھے گئے بیانیہ کے دباؤ میں آکر مسلمانوں کا نام لیتے ہوئے ڈرتی ہیں اور مسلمانوں کا نام لیتے ہوئے ان کے لیڈروں کی زبانوں پر بھی آبلے پڑجاتے ہیں لیکن 2024 کے لوک سبھا انتخابات میں ان کی ریڑھ کی ہڈی مسلم ووٹوں کی وجہ سے مضبوط ہوئی ہے جبکہ پوری انتخابی مہم میں مسلمانوں کے مسائل کا ان پارٹیوں نے ذکر کرنا بھی گوارا نہیں کیا۔ یہی رویہ ان کی تقسیم میں دکھائی دیا۔ سماجوادی پارٹی جو کل تک ایم وائی کے فارمولہ پر انتخاب لڑتی رہی اس مرتبہ اس کے PDA فارمولہ کے تحت ٹکٹ بھی پسماندہ ہندو بریلویوں کے کھاتے میں گئے مسلمانوں کے حصہ میں کم آئے جبکہ کانگریس بھی بیزار کار مسلم ووٹوں کا رہا جیسا کہ سی ڈی ایس کے جائزے میں سامنے آیا ہے۔ بی جے پی حلقوں کی طرف مسلم ووٹوں کے بی جے پی مخالف ہونے کا تو صاف طور شکوہ بھی کیا جارہے اور اتر ناگل بھی جنتا کے بی جے پی کے خلاف ووٹ دینا جس کی وجہ سے مسلمانوں نے بی جے پی کو ہرانے کیلئے ووٹ دیا ہے۔ بی جے پی کمنڈلپ بام کو چھوتے چھوتے رہ گئی۔ بقول بلمبر بیج کے آزادی کے بعد کانگریس، جنوب اور نیپل مسلمانوں کا دل جیت نہیں پائے تو مودی، شاہ اور یوگی کیسے کامیاب ہو سکتے ہیں۔ وزیر اعظم مودی نے مسلمانوں کے بارے جس طرح کی گندی اور گھٹیا زبان استعمال کی ان کی جو تصویر پیش کی پھر بھی بی جے پی کو یہ امید کیوں تھی کہ مسلمان بی جے پی کو ووٹ دیں گے۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ مسلم نوجوان جیلوں میں ڈالے جائیں، یکساں سول کوڈ ہی اے اے اور این آر سی تھا اور بھی ان کے سروں پر لٹکائی جائے، ان کے گھروں مدرسوں اور مساجد پر بلڈوزر چلائے جائیں، گھروں کے فرنج کھنگالے جائیں پھر بھی بی جے پی کو مسلمانوں کے ووٹوں کی آس۔ اس سادگی پر کون نہ مر جائے اے خدا۔ شکر ہے کہ مسلم ووٹوں کی اہمیت کا اعتراف تو بی جے پی نے کیا۔ بی جے پی مخالف پارٹیوں نے تو اس کا اعتراف تک نہیں کیا۔ ایسا کوئی ان کا بیان سامنے آیا۔ غیر بی جے پی پارٹیاں یہ سمجھ بیٹھی ہیں کہ مسلم ووٹ ہمارے سوا آخر کس کے کھاتہ میں جاتے؟ گویا کہ بی جے پی کو ہرانے اور سیکولرزم کی ڈول کا کاربانے کی ذمہ داری صرف مسلمانوں کے سر رہ گئی ہے۔ گزشتہ اسمبلی انتخابات میں بھی مسلمانوں نے سمشت سماجوادی پارٹی کو ووٹ دیا تھا اور بغیر کسی اینڈنڈ اور بغیر کسی شرط کے۔ اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ ملک کے موجودہ سیاسی تناظر میں مسلم سیاسی جماعت کی ضرورت ہے یہ وقت کی رائے ہے۔ ہاں جو بہلت بچی ہے اس کی تلافی ہے کہ تعلیمی اور معاشی میدانوں میں مسلمان آگے بڑھیں، مذہبی اور عصری تعلیم میں توازن کا خیال رکھتے ہوئے تعلیمی ادارے قائم کیے جائیں، کوسلنگ گروپ بنائے جائیں، مسلم نوجوانوں کو سول سروسز کی تیاری پر توجہ اور ترغیب دلائی جائے اس کے مواقع مہیا کرائے جائیں اور اسی کے ساتھ ساتھ سیاسی محاذ بھی خالی نہ چھوڑا جائے اور سوجھ بوجھ کے ساتھ اسی طرح سیاسی حیثیت منوائی جائے جیسا 2024 میں منوائی ہے۔

> غیر بی جے پی پارٹیاں بھی بی جے پی کے گڑھے گئے بیانیہ کے دباؤ میں آکر مسلمانوں کا نام لیتے ہوئے ڈرتی ہیں اور مسلمانوں کا نام لیتے ہوئے ان کے لیڈروں کی زبانوں پر بھی آبلے پڑجاتے ہیں لیکن 2024 کے لوک سبھا انتخابات میں ان کی ریڑھ کی ہڈی مسلم ووٹوں کی وجہ سے مضبوط ہوئی ہے جبکہ پوری انتخابی مہم میں مسلمانوں کے مسائل کا ان پارٹیوں نے ذکر کرنا بھی گوارا نہیں کیا۔

لمحۂ فکریہ

zuberi019@gmail.com

نیٹ یوجی امتحان کا تنازع

نیٹ یوجی امتحان میں مبینہ دھاندلی، پیپر لیک اور ایک ہی سینٹر کے نصف درجن طلبا سمیت 67 امیدواروں کا 720 نمبر آنے کا معاملہ انتہائی گمبھیر اور خطرناک ہوگیا ہے، کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ سرکار کے بعد دیگرے اقدامات کرنی جارہی ہے اور ہنگامے ومظاہرے میں کوئی کمی نہیں آرہی ہے۔ کمی بھی کیسے آئے، جب یہ معاملہ امتحان میں بیٹھنے والے نہ صرف 24 لاکھ طلبا کے مستقبل سے جڑا ہوا ہے، بلکہ اس میں ان کے کنبے کو شامل کرلیا جائے تو متاثرین کی تعداد ایک کروڑ تک پہنچ جائے گی۔ ان کے علاوہ ملک بھر میں نیٹ کی تیاری کرانے والے کوچنگ سینٹروں کا مستقبل بھی داؤ پر لگا ہوا ہے، کیونکہ نتائج کچھ اس طرح آئے ہیں کہ بڑے بڑے کوچنگ سینٹروں کے بیچ ٹاپر کی فہرست میں نہیں ہیں۔ اس سے ان کی امیج اور ریزلٹ ڈراپ ہورہا ہے۔ امسال داخلہ کیلئے آنے والے طلبا کو اپنی کارکردگی دکھانے کیلئے ان کے پاس پھٹکنے میں۔ ایک امتحان کا اثر تنقید امتحانات پر پڑ گیا۔ اگر چہ نیٹ یوجی امتحان منسوخ نہیں ہوا، لیکن یوجی سی نیٹ کا امتحان ہونے کے بعد منسوخ ہوگیا، جبکہ این سی ای ٹی، یس آئی آر یو جی سی نیٹ اور نیٹ پی جی کے امتحانات ایک لخت ملتوی کردیئے گئے۔ ان تینوں امتحانات کی تاریخوں کا اعلان بعد میں کیا جائے گا۔ ان چاروں امتحانات کیلئے جتنے طلبا نے فارم بھرے تھے، وہ بھی غیر یقینی کیفیت کے شکار ہیں۔ مرکزی حکومت الگ پریشان ہے۔ ہردن نیٹ یوجی امتحان میں مبینہ گڑبڑی کو لے نیا نیا فیصلہ کررہی ہے۔ سرکار نے نیشنل ٹیسٹنگ ایجنسی (این ٹی اے) کے ڈائرکٹر جنرل سبودھ کمار کو ہٹا کر ان کی جگہ ریٹائرڈ آئی اے ایس افسر پردیپ سنگھ کھروا کو ذمہ داری سونپ دی۔ پہلے این ٹی اے کی کوئی غلطی نہ ماننے والے مرکزی وزیر تعلیم دھرمیندر پردھان نے بھی تسلیم کیا کہ ایجنسی میں اصلاح کی ضرورت ہے اور اصلاح کیلئے اسرو کے سابق چیئرمین ڈاکٹر کے رادھاکرشن کی سربراہی میں 7 رکنی اعلیٰ سطحی کمیٹی تشکیل دے دی، پھر نیٹ یوجی امتحان میں سب سے بڑے الزام میبینہ پیپر لیک کی انکوائری ہی آئی کو سونپ دی، جس کی مانگ سپریم کورٹ میں داخل عرضیوں میں بھی کی گئی۔ مظاہرہ کرنے والے طلبا اور اپوزیشن پارٹیوں کے لیڈران بھی کررہے تھے۔ سی بی آئی نے پہلی ایف آئی آر بھی درج کرلی۔ اب صرف نیٹ یوجی امتحان کو منسوخ کرنے کا سب سے بڑا مطالبہ رہ گیا ہے، جس پر نہ حکومت تیار ہے اور نہ سپریم کورٹ میں اس معاملہ میں کوئی پیش رفت ہوئی ہے۔ نیٹ یوجی امتحان تنازع میں سرکار اپنے طور پر الگ قدم اٹھارہی ہے اور سپریم کورٹ وملک کے متعدد ہائی کورٹوں میں الگ اس کا معاملہ چل رہا ہے۔ این ٹی اے نے سپریم کورٹ میں ایک عرضی داخل کرکے ہائی کورٹوں میں داخل تمام عرضیوں کو یکجا کرنے کی مانگ کی ہے۔ وقت کے ساتھ خود سپریم کورٹ میں اب تک 5 عرضیاں داخل کی جاچکی ہیں، جن میں سے ایک معاملہ کو ابھی تک نمٹایا گیا ہے، جو امتحان میں گریس مارکس پانے والے 1563 امیدواروں سے متعلق ہے۔ این ٹی اے نے اپنی غلطی مان لی، ان کے گریس مارکس ختم کردیئے گئے اور دوبارہ امتحان لیا گیا، ان کے نتائج 30 جون کو آئیں گے، تاہم سپریم کورٹ نے کونسلنگ پر روک لگانے سے انکار کردیا، جو 6 جولائی سے شروع ہوجائے گی، البتہ کورٹ نے یہ بات کہی ہے کہ اگر امتحان کو منسوخ کیا جاتا ہے تو کونسلنگ اور اس کی بنیاد پر ہونے والے داخلے بھی منسوخ ہوجائیں گے۔ بہرحال 8 جولائی کو پھر سے معاملہ کی سماعت ہوگی۔ فی الحال سرکار نے اپنے تیور دکھادیئے کہ وہ نیٹ یوجی امتحان کو منسوخ کرنے کے حق میں نہیں ہے، لیکن طلبا اور کوچنگ سینٹر اس سے کم پر تیار نہیں ہیں۔ پارلیمنٹ کا اجلاس شروع ہونے پر یہ معاملہ اور بھی گرم ہوسکتا ہے، کیونکہ اپوزیشن پارٹیاں زوردار طریقے سے اسے پارلیمنٹ میں اٹھائے گی اور حکومت کو گھیرنے کی کوشش کرے گی۔

نیٹ یوجی کا معاملہ آگے کس رخ پر جائے گا، یہ بہت حد تک سپریم کورٹ میں سماعت پر منحصر ہے۔ فی الحال حکومت بیک فٹ پر دباؤ میں نظر آرہی ہے۔ وہ طلبا کی ناراضگی دور کرنے اور انہیں خاموش کرنے کیلئے مسلسل ہتھکنڈے استعمال کررہی ہے۔ ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ نکلی سطح پر ہونے والے بڑے بڑے ٹیسٹ میں طلبا کے جتنے بڑے بڑے عزائم ہوتے ہیں اور وہ جتنی محنت کرتے ہیں۔ امتحانات کے وقار اور ان پر بھروسہ کو برقرار رکھنے کی ضرورت ہے۔ یہ صرف نوجوانوں کے مستقبل کا نہیں، ملک کے مستقبل کا بھی سوال ہے۔ ایک بار بھروسہ ساتھ کھونا تو دوبارہ قائم کرنا آسان نہیں ہوگا۔

edit2sahara@gmail.com

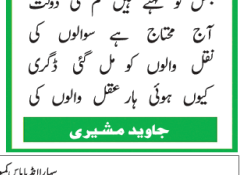

آئینہ

جس کو کہتے ہیں علم کی دولت
آج محتاج ہے سوالوں کی
نقل والوں کو مل گئی ڈگری
کیوں ہوئی بار عقل والوں کی

جاوید مشیری

تباہ ہوتا نظام امتحان اور ملک کا مستقبل

محترمی! امتحان خواہ مقابلہ جاتی ہو یا صلاحیت کی قدر پیمائی کا، محنتی، ہنتظم، نگراں، معائنہ کار اور امیدوار سبھوں سے مطلوبہ مقررہ اخلاقی اقدار و اصول کی 100 فیصد پاس داری کا مطالبہ کرتا ہے۔ اسی لیے پوری دنیا کے ماہرین تعلیمات کی نظر میں متفقہ طور پر یہ بات مسلم ہے کہ کسی ملک نظام امتحان کی خرابی اس ملک کے سبھی باشندوں کی بے رحم ہمہ جہت تباہیوں کا پیش خیمہ اور تنبیہ ہے۔ بدقسمتی سے ہمارے ملک ہندوستان میں بھی تعلیمی انحطاط کا نظام عام اور مقابلہ جاتی و اہلیتی امتحانات کے تئیں بددیانتی کا سلسلہ رائج ہو چکا ہے۔ امتحانات کی اخلاقیات کو طرح طرح سے تباہ کرنے کی منحوس کوششیں کی جارہی ہیں جس کے نتیجے میں بعض امتحانات کالعدم قرار دے دیے جاتے ہیں اور ان کو دوبارہ انعقاد کے باب میں تاریخ پر تاریخ کے اعلانات کرکے خواہ مخواہ کی ناقابل برداشت تاخیر کی پریشانیوں سے سالیٔ امیدواروں کو دوچار کیا جاتا ہے۔ 5 مئی 2024 کو میڈیکل کورسز میں داخلہ کے لیے لیے جانے والے امتحان یو۔جی۔ نیٹ (UG-NEET) کے سوالات کی خرید وفروخت اور بعض مراکز امتحانات پر ہونے والی اعلیٰ سطحی خیانت کاری اور 4 جون 2024 کو آنے والے اس کے نتائج کی نمرانی گزبدی نے پورے ملک کو نئی نوعیت کے مظاہروں اور دھرنوں سے دوچار کردیا ہے۔ ٹی وی چینلوں کو ایک نئی نوعیت کے دنگلوں میں تبدیل کردیا ہے، چہروں اور اچکوں کو اہل اور خوددار اور صلاحیت مندوں کو نااہل قرار دے کر ملک کی ہزاروں سیٹوں کو ناانصافی کے الاؤ کے حوالے کردیا ہے۔ اس آگ پر تیل چھڑکنے کا کام قومی جانچ ای